مفت سلسلہ اشاعت نمبر 103

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : مقصود کائنات

مؤلف : غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ

ضخامت : ۳۲ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۱۰۳

☆☆ناشر☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی - 74000

فون: 2439799

زیر نظر کتابچہ "مقصود کائنات" حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے ساتھ ہی دو ور مضامین بھی شامل اشاعت کیے جا رہے ہیں پہلا مضمون "محمد رسول اللہ ﷺ ایک نظر میں" اور دوسرا سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں ہے۔ یہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کی 103 ویں کڑی ہے۔ امید ہے زیر نظر کتابچہ قارئین کرام کے علمی ذوق پر پورا اترے گا۔

فقط

ادارہ

1

٣٤٩

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الصادق الامین

محترم حضرات!

ربیع الاوّل کا نورانی مہینہ، وہ مقدس مہینہ ہے۔ جس میں سید الطیبین والطاہرین، سید المرسلین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ واصحابہ وبارک وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

اے ماہِ ربیع الاوّل تیری عظمتوں کو سلام، تیرے دامن میں اللہ کے محبوب کی ولادتِ باسعادت کے جلوے نظر آرہے ہیں۔ جو مؤمنین کے دلوں کو روشن کرر ہے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت نے حقائق کائنات کو منوّر کر دیا۔ حضور ﷺ خود نور ہیں اور اس نور نے تمام عالم کو نورٌ علیٰ نور کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی (سورۂ توبہ، آیت ٣٣)

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ۔

یہاں حضور نبی کریم ﷺ کو بھیجنے کا ذکر ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا (آل عمران آیت ١٦٤)

ترجمہ:۔ اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں سے رسول کو بھیجا

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ط (سورۂ مائدہ آیت ١٥)

ترجمہ:۔ تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب آئی۔

یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا (سورۂ احزاب آیت ٤٥)

ترجمہ:۔ اے پیارے نبی! ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔

قرآن پاک کے عنوانات کو دیکھئے کہ حضور ﷺ کے آنے، بھیجے جانے، مبعوث ہونے، جلوہ گر ہونے کے لئے کیسے کیسے عنوانات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمائے

ہیں۔اوراس سے حضور ﷺ کے تشریف لانے کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

ترجمہ:۔ پیارے حبیب ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحم کرنے والا بنا کر۔

یعنی نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ تمام کائنات کے لیے رحمت ہے اور حضور ﷺ تمام عالم کے لیے ہدایت بن کر تشریف لائے اور قرآن نے صاف کہا۔

هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی ط (سورۃ توبہ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ۔

میرے دوستو اور عزیزو!

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا مضمون جب ذہن میں آتا ہے تو تین چیزیں اپنے ساتھ لاتا ہے۔

(۱) خلقتِ محمدی ﷺ

(۲) ولادتِ محمدی ﷺ

(۳) بعثتِ محمدی ﷺ

خلقت سے مراد ہے ساری کائنات سے پہلے حضور ﷺ کا پیدا ہونا۔زبانِ نبوت نے فرمایا!

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

ترجمہ:۔ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا:۔

یَا جَابِرُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِ نَبِیِّکَ (رُوح المعانی)

ترجمہ:۔ اے جابر جو چیز اللہ نے سب سے پہلے پیدا کی وہ تیرے نبی کا نور ہے۔

حضرت امام مجدد الف ثانی سیدی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں ایک حدیث نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ ﷺ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہمارا مسلک ہے، ہمارا مذہب ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اور حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا :۔

اَنَا اَوَّلُهُمْ خَلْقًا وَّاٰخِرُهُمْ بَعْثًا

ترجمہ:۔ میں سب سے پہلے پیدا ہوا اور سب نبیوں کے بعد آیا۔

حضور ﷺ نے اپنی اولیت کا ذکر اور مقامات پر بھی فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے:۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

یعنی میں نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھے۔

ایک اور مضمون اسی حدیث کا ترمذی شریف میں بروایت حسن، امام ترمذی نے روایت کیا:۔

قَالَ رَسُوْلُ ﷺ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

ترجمہ:۔ فرمایا میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام ابھی جسد اور رُوح میں تھے۔

یعنی ان کی روح ان کے جسم میں داخل نہیں ہوئی تھی اُس وقت بھی میں نبی تھا۔

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی روح ان کے بدن میں نہیں پڑی تھی تو میں اللہ کے علم میں نبی تھا۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ خدا کے بندو! کیا اس وقت حضور ﷺ ہی اللہ کے علم میں تھے اور کوئی نبی اللہ کے علم میں نہیں تھا؟ بھائی یہ کیا تماشہ ہے۔ اور اگر حضور ﷺ کے علاوہ سب نبی اللہ کے علم میں تھے تو پھر حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ اس لئے محققین نے صاف کہا کہ "كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" کا مفہوم یہ ہے کہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھا اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا فیض عطا فرما رہا تھا۔

ہمارا مسلک ہے کہ حضور ﷺ مبدءِ کائنات ہیں، حضور ﷺ مخزنِ کائنات ہیں،

حضور ﷺ منشاء کائنات ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضور ﷺ مقصودِ کائنات ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے:۔

لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا

یعنی:۔اے پیارے حبیب تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

ایک حدیث میں آیا:۔

لَوْ لَا لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

یعنی:۔ میرے نبی اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا۔

اور تفسیر حسینی میں ایک حدیث نقل کی گئی:۔

لَوْ لَاکَ لَمَا اَظْہَرْتُ الرَّبُوْبِیَّہ

یعنی:۔ پیارے اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔

اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں، یہ نہیں کہتے کہ ہمارا عقیدہ ضعیف ہے۔ اور میں تو حضور نبی کریم ﷺ کے اول ہونے کا مضمون قرآن سے سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صاف فرمایا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

ترجمہ:۔ پیارے حبیب، ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لئے رحم کرنے والا بنا کر۔

اب بتائیے کہ سارے عالموں میں سوائے اللہ کے سب کچھ شامل ہے یا نہیں؟ ہم سے جو پہلے تھے وہ بھی العالمین میں شامل ہیں اور جو ہمارے بعد آئیں گے وہ بھی العالمین میں شامل ہیں اور اب جو موجود ہیں وہ بھی العالمین میں شامل ہیں۔ تو بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا حضور ﷺ سب کے لیے رحمت کرنے والے ہیں کہ نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔

رحمت مصدر ہے اور راحم کے معنی میں ہے۔ صاحب روح المعانی علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی نے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ؕ

یعنی:۔اے پیارے حبیب ،ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے عالموں کے لیے رحم کرنے والا بنا کر۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سارے عالموں میں اللہ کے سوا سب کچھ شامل ہے کہ نہیں، زمین بھی، آسمان بھی، فرش بھی، عرش بھی، ملک بھی، فلک بھی، تمام جواہر بھی، اغراض بھی، عناصر بھی، تمام عالمِ اجسام، تمام عالمِ ارواح، موالید ثلاثہ، عالم خلق، عالم امر، عالم تحت، عالم فوق، کل کائنات، العالمین میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"میرے پیارے میں نے آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا"

میرے پیارے دوستوں، اور عزیزو!

یہ بات ہمارے سامنے قرآن کی آیت میں ہے کہ آپ سارے عالموں کے لیے رحمت ہیں اور رحمت مصدر ہے، اور فاعل کے معنی میں ہے۔ یعنی آپ سارے عالموں کے لیے راحم ہیں، جو سارے عالموں کے لیے رحمت کرنے والے ہیں تو ایمان سے کہنا کہ سارے عالموں کی حاجت ان کے دامن سے وابستہ ہوگی کہ نہیں، بے شک ہوگی۔

صاحبِ روح المعانی نے عارفین کا ایک قول نقل کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضور ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی کیا وجہ ہے؟

فرماتے ہیں وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اصل ہیں اور العالمین فرع، اصل جڑ کو کہتے ہیں اور فرع شاخ کو۔

اب یہ بتایئے کہ جڑ نہ ہو تو کیا شاخیں باقی رہیں گی؟ اگر درخت کی جڑ سوکھ جائے، تو کیا شاخیں ہری رہیں گی؟ یقیناً نہیں۔ ارے درخت کی جڑ سے تو سارا کام ہوتا ہے، جڑ تنے کو غذا پہنچاتی ہے اور جڑ کی پہنچائی ہوئی غذا تنے سے موٹی شاخوں میں پہنچتی ہے، اور پھر چھوٹی چھوٹی شاخوں میں پہنچتی ہے پھر پتوں میں پہنچتی ہے اور پھر پھولوں اور پھلوں میں پہنچتی ہے، تو معلوم ہوا کہ سارا تنا اس جڑ کا محتاج ہے اور شاخیں اس جڑ کی محتاج ہیں اور ہر پتہ اور ہر پھول اور پھل اس کا

محتاج ہے۔ جب تک اس جڑ کا فیض جاری ہے تو شاخیں ہری ہیں اور اگر جڑ کا فیض ختم ہو جائے تو شاخیں بھی سوکھ جائیں گی۔ جس طرح جڑ کو شاخوں کے ساتھ طبعاً رحمت کا جذبہ دینا پایا جاتا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی ذات پاک میں العالمین کے ہر ذرّے کے لیے رحمت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام کائنات کے ذرّے ذرّے کے لئے اصل ہیں، اور اس کائنات کا ہر ذرّہ ہر فرد اور ہر گُل جو ہمیں نظر آتا ہے اور جو ہمیں نظر نہیں آتا خواہ وہ زمین کے اوپر ہے خواہ زمین کے نیچے ہے، وہ ہواؤں میں ہے، وہ فضاؤں میں ہے، وہ خلاؤں میں ہے، وہ دریاؤں میں ہے، وہ پہاڑوں میں ہے، وہ کہیں ہے، زمین میں ہے، آسمان میں ہے، تحت میں ہے، فوق میں ہے، جہاں بھی کوئی ذرّہ ہے، مصطفےٰ ﷺ کی جڑ کے لیے شاخ ہے اور حضور ﷺ کا فیض اسی طرح کائنات کے ہر ذرّے کو پہنچ رہا ہے، جیسے جڑ کا فیض شاخ کے ہر جُز کو پہنچ رہا ہے۔

اب یہ بتائیے کہ جڑ پہلے ہوگی یا شاخ، یقیناً جڑ پہلے ہوگی۔ تو یوں کہیے کہ شاخیں تو العالمین ہے اور جڑ حضور ﷺ ہیں، تو حضور ﷺ پہلے ہوئے اور العالمین بعد میں۔ اَب آپ یہ بتائیں کہ شاخ کو جڑ کی حاجت ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہے، تو یوں کہیے کہ ساری کائنات کو مصطفےٰ ﷺ کی حاجت ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جس کی حاجت ہو وہ پہلے ہوتا ہے اور حاجت والا بعد کو ہوتا ہے۔ تمام کائنات کو حضور ﷺ کی حاجت ہے اس لیے حضور ﷺ پہلے ہیں اور حاجت والی کائنات ہے، اس لیے کائنات بعد میں ہوئی۔

میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضور ﷺ نہ ہوں تو کائنات زندہ نہیں رہ سکتی ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ کیا تصور ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے (نعوذ باللہ) ارے وہ مر گئے تو ہم کیسے زندہ رہ

گئے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پاور ہاؤس میں تو بجلی ہے نہیں مگر میرے گھر کے تمام بلب روشن ہیں، کیا آپ اس کی بات کو مان لیں گے؟ یقیناً نہیں۔ اے خدا کے بندے پاور ہاؤس میں تو بجلی ہے نہیں تو تیرے گھر کے بلب کیسے روشن ہیں؟ یہ تو ہوسکتا ہے کہ پاور ہاؤس میں بجلی موجود ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو۔ اس لیے کہ تو نے فٹنگ نہ کرائی ہو۔ اور شاید فٹنگ بھی کرائی ہو تو کنکشن نہ لیا ہو اور ممکن ہے کنکشن بھی لیا ہو تو ابھی بلب نہ لگایا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بلب بھی لگا ہو مگر فیوز ہی اُڑ گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ اگر پاور ہاؤس میں بجلی ہو تو تیرے گھر میں اندھیرا ہوسکتا ہے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ پاور ہاؤس میں تو بجلی نہ ہو اور تیرے گھر میں روشنی ہو۔ یہ تو ممکن ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہوں اور ہم مردہ ہو جائیں، لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ حضور ﷺ معاذ اللہ حیات نہ ہوں اور ہم زندہ رہیں کیونکہ حضور ﷺ اصل ہیں، حضور مخزنِ حیات ہیں، منبع حیات ہیں، معدن حیات ہیں اور ساری کائنات کے لئے بنیاد ہیں اور بنیاد کے بغیر کوئی شئے زندہ نہیں رہ سکتی۔

یہاں شاید کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ حضور ﷺ پانی بھی پیتے تھے، حضور ﷺ زمین پر چلتے تھے، ہوا میں سانس لیتے تھے تو پھر حضور ﷺ کو بھی ان ساری چیزوں کی حاجت ہوئی۔ اگر ہمیں حاجت ہے تو پھر حضور ﷺ کو بھی حاجت ہوئی۔ اگر کوئی اپنے ذہن میں یہ تصوّر رکھتا ہے تو معراج کی رات کا تصور قائم کرے۔ اگر زمین ہمارے پاؤں تلے نہ ہو تو ہم کیسے ٹھہریں گے، ہوا نہ ہو تو ہم سانس کہاں لیں گے، پانی نہ ہو تو ہماری زندگی کیسے برقرار رہے گی۔ لیکن جب معراج کی رات آئی تو مسئلہ حل ہو گیا، کیا ہوا، ایمان سے کہنا زمین نیچے رہی مصطفےٰ ﷺ اوپر چلے گئے تم زمین چھوڑ کر ذرا اوپر جا کر دکھاؤ، تو پتہ چلے۔ معراج کی رات یہ مسئلہ حل ہو گیا اور بتا دیا کہ دیکھ لو زمین نیچے ہے، مصطفےٰ ﷺ اوپر ہیں، اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اس کے بغیر کیسے رہ گئے، سمجھ لو کہ مصطفےٰ ﷺ ان کے محتاج نہیں ہیں اور جب حضور ﷺ معراج پر گئے تو ایمان سے کہنا کہ پانی نیچے رہا کہ نہیں رہا۔ آگ نیچے رہی، ہوا نیچے رہی۔ پتہ چلا کہ حضور ﷺ نہ آگ کے محتاج تھے نہ پانی کے محتاج تھے، نہ ہوا کے محتاج تھے اور نہ زمین کے محتاج تھے۔

شاید کوئی یہ گمان کرے کہ حضور ﷺ آسمان کے محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیارے پہلے آسمان کو چھوڑ کر دوسرے پر آ جا تو آسمان کا بھی محتاج نہیں ہے اور شاید کوئی یہ سمجھتا کہ دوسرے کے محتاج ہیں۔ اللہ نے فرمایا پیارے حبیب دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے پر آ جا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ دوسرے کا بھی محتاج نہیں ہے، پھر چوتھے پر بلایا، پانچویں، چھٹے، اور ساتویں پر بلایا، پھر عرش پر بلایا، حضور ﷺ جب عرش پر پہنچے تو شاید لوگ یہ سمجھتے کہ یہ عرش کے محتاج ہیں۔ اللہ نے فرمایا پیارے عرش کو نیچے چھوڑ دے تو اوپر چلا آ۔

اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں ایک بات کہتا ہوں کہ حضور ﷺ تو وہاں گئے جہاں نہ مکان تھا نہ لامکان۔ کیا مطلب ہوا، مکان نیچے رہا، مصطفیٰ ﷺ اوپر ہوئے لامکان نیچے رہا مصطفیٰ ﷺ اوپر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو کسی کا محتاج ہو اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ نہ زمین کے محتاج ہیں نہ آسمان کے، نہ وہ مکان کے محتاج ہیں نہ لامکان کے محتاج ہیں ارے وہ تو ساری کائنات میں کسی کے محتاج نہیں، کائنات ان کی محتاج ہے وہ تو فقط خالق کائنات کے محتاج ہیں۔

یہاں ایک شبہ پیدا ہو گیا کہ جو کسی کا محتاج ہو وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ پرندہ ہوا کا محتاج ہے اور مچھلی پانی کی محتاج ہے۔ پرندوں کو ہوا سے الگ کر دو تو پرندے ہوا کے بغیر مر جائیں گے۔ اسی طرح اگر مچھلی کو پانی سے الگ کر دو تو پانی کے بغیر مچھلی مر جائے گی۔

اگر یہ بات ہے تو شبہ یہ ہے کہ معراج کی رات حضور ﷺ ساری کائنات کو چھوڑ کر لامکان پر چلے گئے بلکہ لامکان کو بھی چھوڑ کر اوپر چلے گئے۔ تو اگر یہ کائنات حضور ﷺ کی محتاج تھی تو یہ حضور ﷺ کے بغیر کیسے رہ گئی؟ کیونکہ جو کسی کا محتاج ہوتا ہے وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ حضور ﷺ ہیں نہیں اور زمین ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور آسمان ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور پانی ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور آگ ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور ہوا ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور جواہر ہیں، حضور ﷺ ہیں نہیں اور اجسام ہیں، حضور ﷺ ہیں نہیں اور ارواح ہیں، حضور ﷺ ہیں

نہیں اور عرش ہے، حضور ﷺ ہیں نہیں اور فرش ہے، تو سوال پیدا ہوتا ہے یہ تو حضور ﷺ کے محتاج ہیں تو اگر حضور ﷺ نہیں تو یہ کیسے رہ گئے؟

میرے دوستوں، عزیزو!

میں یہی بات آپ کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہوں کے ہم نے سمجھا ہی نہیں کے مصطفیٰ ﷺ ہیں کیا؟

میرے دوستو، عزیزو!

خدا کی قسم حضور ﷺ خدا نہیں ہیں، وہ خدا کے شریک نہیں ہیں، حضور ﷺ خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ خدا بیٹے سے پاک ہے، خدا شریک سے پاک ہے، خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ حضور ﷺ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک ہیں، ارے وہ تو خدا کے حبیب ہیں اور خدا کے عبدِ مقدس ہیں۔

اب آپ کہیں گے جب وہ عبد مقدس ہیں تو مخلوق ان کے بغیر کیسے رہ گئی بس یہ بات آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ان سب مسائل کو ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرمایا۔

وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ (سورۃ النور آیت ۳۵)

یعنی:۔ اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے

اللہ کی بیان کی ہوئی مثالوں کو دیکھو اور حقائق کو سمجھو، سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

وَ کَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لِیَکُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ

(سورۃ الانعام آیت ۷۵)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے بارے میں فرمایا:۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

(سورۂ احزاب آیت ۴۵)

ترجمہ:۔ پیارے حبیب ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، ہم نے آپ کو مبشر بنا کر بھیجا، ہم نے آپ کو نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کو اپنی طرف اپنے حکم سے دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اے حبیب ہم نے آپ کو سراج منیر بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے میرے آقا حضور پرنور ﷺ کو سراج کس کے لیے بنایا؟ یقیناً العلمین کے لیے بنایا۔ اللہ فرماتا ہے:۔

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا (سورۂ فرقان آیت ۱)

ترجمہ:۔

تو بھائی جیسا ماحول ہوگا سراج بھی ویسا ہی ہوگا۔ کوئی کسی چھوٹے کمرے کا چراغ ہوگا، کوئی کسی بڑے ہال کا چراغ ہوگا، پورے گھر کا چراغ ہوگا، کوئی پورے شہر کا چراغ ہوگا اور کوئی پورے ملک کا چراغ ہوگا۔ لیکن محمد مصطفےٰ ﷺ تو ساری کائنات کے چراغ ہیں۔ اب بتائیے کہ چراغ ایک جگہ ہوتا ہے اس کی لَو ایک جگہ ہوتی ہے لیکن اس کی روشنی کہاں تک جاتی ہے۔ اسکی روشنی چھتوں پر ہوتی ہے اس کی روشنی دیواروں پر بھی ہوتی ہے اور اسکی روشنی زمین پر بھی ہوتی ہے اب یہ تو ایک جگہ ہے مگر اسکی روشنی سب جگہ ہے۔

میرے دوستوں، عزیزو!

میرے آقائے نامدار ﷺ تو سراج منیر ہیں۔ تو سمجھ لو کہ میرے آقا فرش پر ہیں تو ان کی روشنی عرش پر جاتی ہے۔ اگر وہ مدینے کا چراغ عرش پر ہے تو اس کی روشنی فرش تک جارہی ہے۔ اگر وہ چراغ مکان میں ہے تو اسکی روشنی لامکان تک جاتی ہے۔ اور اگر وہ چراغ لامکان میں ہے تو مکان تک اس کی روشنی جارہی ہے تو جہاں اس کی روشنی ہے وہاں مصطفیٰ ﷺ موجود ہیں۔ اور جب موجود ہیں تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ ان کے بغیر کائنات زندہ رہ سکے۔

میرے دوستواور عزیزو!

یہ مصطفےٰ ﷺ کا کمال، یہ حضور ﷺ کا کمال، یہ حضور ﷺ کا حسن، یہ حضور ﷺ کا جمال، حضور کا نہیں، حضور ﷺ تو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کا آئینہ ہیں۔ میں نہیں کہتا۔ اے زبان نبوت تجھ پر کروڑوں درُودا ور سلام،

حضور ﷺ نے فرمایا:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ

یعنی:۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری میں بھی ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے۔

ہم حضور ﷺ کو خدا کا شریک نہیں مانتے، ہم حضور ﷺ کو خدا تعالیٰ کا مثیل نہیں مانتے، ہم حضور ﷺ کو خدا کا نظیر نہیں مانتے۔

تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ط

ترجمہ:۔

اللہ تعالیٰ نظیر سے پاک ہے، وہ مثیل سے پاک ہے، وہ شریک سے پاک ہے، ارے حضور ﷺ اللہ کے شریک نہیں ہیں۔ واللہ، باللہ ثم تاللہ! حضور ﷺ تو خدا کی ذات وصفات کا آئینہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال الوہیت کو اپنے حبیب ﷺ کی ذات میں ظاہر کیا۔ میں حیران ہوں کہ اگر یہ شرک ہے تو پھر ساری کائنات شرک سے بھری پڑی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ میں اور مجھ میں کوئی خوبی ہے تو وہ کس کی ہے۔ میری اور تمہاری ہے یا خدا کی دی ہوئی ہے؟ یقیناً خدا کی عطا کردہ ہے۔ تو جب خدا کا کمال تم میں اور مجھ میں ظاہر ہو تو کوئی شرک نہیں اور حضور ﷺ میں ظاہر ہو تو شرک ہو جائے کیا تماشہ ہے؟

میرے دوستوں اور عزیزو!

ہم حضور ﷺ کو خدا کا جز نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تم تو حضور ﷺ کو خدا کے

نور سے مانتے ہو۔ تو جتنا نور حضور ﷺ میں آیا اتنا نور خدا میں کم ہو گیا۔ لہٰذا تم نے حضور ﷺ کو خدا کے نور سے مان کر خدا کے نور کو ناقص کر دیا۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

عزیزانِ گرامی!

دیکھئے یہ بات تو تب ہو کہ جب خدا کا کوئی جز ہو۔ وہ تو جز سے پاک ہے اور مجھے کہنے دیجئے وہ جز ہی نہیں بلکہ وہ تو کل سے بھی پاک ہے۔ نہ خدا کو جز کہہ سکتے ہیں اور نہ کُل کہہ سکتے ہیں۔ ہاں وہ جُز کا بھی خالق ہے۔ اور کل کا بھی خالق ہے۔ خود نہ جُز ہے نہ کل ہے۔ جُز اس لئے نہیں کہ اگر ہم خدا کو جُز مان لیں تو ترکیب ہوگی اور جہاں ترکیب ہوگی وہاں حدوث ہوگا، اگر حدوث ہو تو خدا تعالیٰ کا وجود ختم ہو گیا۔ اور اگر ہم خدا کو کُل مان لیں گے تب بھی یہی بات ہوگی۔

کیونکہ کُل کے معنی تو یہ ہیں کہ بہت سے اجزاء کو جمع کر لو اور سب کو ملا لو۔ اجزء کے مجموعے کا نام کُل ہوتا ہے۔ اجزاء ہوں گے تو مجموعہ ہوگا اور اگر مجموعہ نہیں تو کُل نہیں اور اجزاء نہیں تو کُل نہیں۔ اگر خدا کو کُل کہو گے تو پہلے اجزاء ماننے پڑیں گے۔ ایمان سے کہنا کہ کیا خدا کے اجزاء ہیں اگر اجزاء نہیں تو مجموعہ کہاں سے آئے گا۔ مجموعہ نہیں تو کُل کس کو کہو گے۔ اس لئے مان لو کہ خدا کل نہیں، خدا تو ہر کل کا خالق ہے۔ ہر کُل کو خدا نے پیدا کیا، خدا جز نہیں ہے بلکہ وہ تو ہر جز کا خالق ہے۔ اور ہر جُز کو خُدا نے پیدا کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ خدا کا جُز نہیں ہیں۔

اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ خدا کے نور سے کیسے پیدا ہو گئے، کیوں کہ خدا کا نور تو کبھی جُز نہیں ہوا۔

میں سمجھاتا ہوں، دیکھئے سورج آسمان پر چمک رہا ہے، آپ نیچے زمین پر آئینہ رکھ دیں۔ ایمان سے کہنا کہ اس شیشے میں سورج چمکتا ہوا نظر آئے گا یا نہیں؟ اس آئینے میں روشنی اور نور آئے گا یا نہیں؟ یقیناً آئے گا۔ اب بتائیے کہ اس میں جو روشنی ہے وہ سورج کی ہے یا نہیں؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں جناب یہ سورج کی روشنی نہیں اگر یہ سورج کی روشنی ہے تو جتنی روشنی اس

میں آ ئی اتنی روشنی سورج میں کم ہو جانی چاہیئے ، کیا آپ اس بات کو مان لیں گے؟ یقیناً نہیں مانیں گے، آپ دوسرا آئینہ رکھ دیں، تیسرا رکھ دیں، لاکھوں بلکہ کروڑوں شیشے زمین پر بچھا دیں، ہر آئینہ میں پورا سورج نظر آئے گا، مگر وہاں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں صاحب کمی تو ہو ہی گئی ۔ تو میں اُن سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایک دو شیشے رکھنے سے کچھ کمی ہو اور اگر ہزاروں لاکھوں شیشے رکھ دیئے جائیں تو سورج کا بالکل صفایا ہی ہو جائے اور سورج کا سارا نور ان آئینوں میں تقسیم ہو کر ختم ہو جائے تو بھائی اگر کروڑوں شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو وہاں کمی نہیں آئے گی، جب وہاں کمی نہیں آئی تو پتہ چلا کہ شیشہ جو سورج کے نیچے رکھا ہے وہ سورج کا جُز نہیں ہے اور سورج جو اس میں چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے آپ اس شیشے کے نور کو کیا کہیں گے، سورج کا جُز نہیں کہہ سکتے بلکہ سورج کا جلوہ کہیں گے، کیونکہ نہ تو اصل سورج شیشے میں آیا اور نہ ہی شیشہ سورج کا حِصّہ بنا بلکہ شیشہ سورج کے نُور کا مظہر بنا۔

میرے آقا حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا۔

اَنَا مِرْاَةُ جَمَالِ الْحَقِّ

یعنی:۔ میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔

شیشے میں جو نور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نور ہو گا اور مصطفےٰ ﷺ میں جو نور نظر آئے گا وہ خدا کا نور ہو گا۔ بس میں یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خدا کا علم ہے جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں وہ خدا کی ہے۔ اگر حضور میں خدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جبل ابوقبیس پر حضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا ارشارہ فرمایا اور اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خدا کی قدرت کا ظہور تھا۔

میرے دوستو اور عزیزو!

ہمیں دین ملا تو رسول اللہ کی زبان سے، خُدا کی معرفت ملی تو رسول کی زبان سے، قرآن ملا تو رسول کی زبان سے، قرآن اللہ کا کلام ہے لیکن اللہ کا کلام ہونے کے باوجود وہ رسول

کا کہا ہوا ہے، میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (سورۂ معارج آیت ٦٥)

یعنی:۔ قرآن کلام میرا ہے قول رسول کریم کا ہے

اگر رسول کریم کہہ کر نہ بتاتے تو تمہیں کیا پتہ چلتا کہ کیا ہے۔لہٰذا خدا کے کلام کا جلوہ، حضور ﷺ کے کلام میں، اللہ تعالیٰ کے علم کا جلوہ، حضور ﷺ کا علم، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ، حضور ﷺ کی قدرت میں، اللہ تعالیٰ کی سمع کا جلوہ، حضور ﷺ کی سمع میں۔

سبحان اللہ! وہ کیسی سمع ہے! بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضور ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، اور فرمایا! بلال تو وہ عمل بتا جو تو کرتا ہے۔ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے چلنے کی آواز سنی ہے؟ یہاں لوگوں نے کہا، اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کیوں پوچھتے، ارے یہ بات نہ تھی کیونکہ بلال نے تو ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کا حضور ﷺ کو علم نہ ہو۔ جس عمل کے کرنے سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ ملا، اگر اس عمل کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو تو عمل کرنے والا جنت میں کیسے جا سکتا ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ بلال تم خود اپنے مُنہ سے کہو تاکہ اس اہمیت والے عمل کا پتہ چلے اور لوگوں کو شوق پیدا ہو۔ ایک نفسیاتی بات ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے آقا میں تحیۃ الوضو بھی پڑھتا ہوں اور تحیۃ المسجد بھی پڑھتا ہوں۔ اَب یہاں میں ایک بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ ساتھ گئے تھے؟ یقیناً نہیں گئے تھے۔ اور جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں، اور جب تھے نہیں تو چلے بھی نہیں، اور جب چلے نہیں تو چلنے کی آواز پیدا نہیں ہوئی اور جب آواز پیدا نہیں ہوئی تو حضور ﷺ نے کیا سُنا؟ تو یہ کیا بات ہوئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ زمین پر چل رہے تھے حضور ﷺ نے وہاں اِن کی آواز سُن لی۔ اگر یہ بات ہے تو یہ بھی تمہارے لئے مصیبت ہے۔ تم تو کہتے ہو کہ رسول ﷺ کو یارسول اللہ مت کہو، کیونکہ آپ دور سے نہیں سنتے۔ تو بھائی جو جنت میں رہ کر یہاں کی آواز سن

لے تو وہ یارسول اللہ کی آواز کیسے نہیں سنیں گے۔ مگر یہاں تو زمین پر چلنے کی بات نہیں۔ حضور ﷺ فرما رہے ہیں اے بلال! میں تیرے چلنے کی آواز اپنے کانوں سے سن رہا ہوں۔ بات تو جنت میں چلنے کی ہے اور حضرت بلال حضور ﷺ کے ساتھ گئے نہیں تو یہ کیا ہو گیا؟

اب میرے ذوق کی بات ہے کوئی مانے نہ مانے مجھے چھوڑ دیں۔ بات یہ کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں کوئی نبی داخل نہ ہوگا جب تک حضور ﷺ داخل نہ ہو جائیں اور کسی نبی کی اُمّت داخل نہ ہوگی جب تک حضور ﷺ کی اُمّت داخل نہ ہو جائے۔

حضور ﷺ کی حدیث ہے:۔

اَنَا اَوَّ لُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ

یعنی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا میں ہوں۔

اور حضور ﷺ بڑی شان سے جنت میں جائیں گے۔ حضور اپنی اونٹنی (ناقہ) پر سوار ہوں گے اور اس کی مہار بلال کے ہاتھ میں ہوگی۔ اَب ایمان سے کہنا کہ جس کے ہاتھ میں مہار ہو وہ پہلے آگے ہوگا کہ نہیں؟ یقیناً وہ آگے ہوگا۔ شاید آپ دل میں یہ سوچیں کہ ہم سُنتے تھے کہ حضور ﷺ سے پہلے تو نبی بھی نہیں جائیں گے، یہاں تو بلال پہلے چلے گئے۔ تو سنیے حضرت بلال پہلے نہیں گئے یہ تو مہار کی برکت ہے۔ مہار چھوڑ دیں پھر دیکھیں بلال کیسے جنت میں جاتے ہیں۔ حقیقت میں تو حضور ہی پہلے جا رہے ہیں، ورنہ بلال تو حضور کے ساتھ لگ کر جا رہے ہیں۔ تو حضور ﷺ ناقہ سواری پر سوار ہوں گے، حضرت بلال کے ہاتھ میں مہار ہوگی۔ بلال آگے آگے چلتے ہوں گے جب جنت میں چلیں گے تو آواز پیدا ہوگی تو جو آواز لاکھوں برس بعد پیدا ہوگی حضور علیہ السلام نے وہ پہلے سُن لی، سبحان اللہ!

میرے آقا آپ کی قوتِ سمع پر لاکھوں سلام

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥

خدا کے بعد خدائی میں ہو تمہیں برتر

خدا کے بعد تمہارا ہی نام آتا ہے

سیدالانبیاء خاتم النبیین رحمۃ للعالمین

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نظر میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لباس:۔

آپ سفید لباس بے حد پسند فرماتے، زیادہ تر روئی کا لباس پہنتے تھے صوف اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی پہن لیتے تھے۔ جبہ، قبا، قمیض، ازار، عمامہ، ٹوپی، چادر، حلہ، موزہ یہ سب آپ نے پہنے ہیں۔ سبز رنگ کی یمنی چادر آپ کو بہت پسند تھی جو برو یمانی کے نام سے مشہور تھی۔ سرخ لباس کو منع فرماتے تھے کبھی کبھی سیاہ عمامہ آپ نے باندھا ہے ٹوپی بھی پہنا کرتے تھے اور اسے عمامہ کے نیچے پہننے کی تاکید کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسلحہ:۔

تلواریں: آپ کے پاس ۹ تلواریں تھیں جن کے نام یہ ہیں (۱) ماثور (۲) عصب (۳) قلعی (۴) التیار (۵) انحذہ (۶) الرشوب (۷) المخذم (۸) القضیب اور (۹) ذوالفقار ۔

زرھیں: ان کی تعداد ۷ تھی (۱) ذات الفضول، لوہے کی زرہ تھی جسے آپ نے ایک یہودی کے پاس گروی رکھا تھا اور اس سے تین صاع جو اپنے اعیال کے لیے قرض لیے اس کے علاوہ (۲) الوشاع (۳) ذات الحواشی (۴) السعیدہ (۵) فضہ (۶) البر (۷) الخراق۔ **کمانیں:** چھ تھیں

جن کے نام یہ ہیں (۱) الزوراء (۲) الروصاء (۳) الصفراء (۴) البیضاء (۵) الکتوم اور (۶) الشداد، **ڈھالیں :** دو تھیں (۱) الزنوق اور (۲) الفتق **نیزے :** یہ بھی دو تھے (۱) المثوی اور (۲) المثنیٰ **حربہ (چھوٹا نیزہ) :** تین تھے (۱) البغہ (۲) البیضاء (۳) الغزہ **خود :** دو تھے (۱) الموشح اور (۲) السبوع

ممتاز اسمائے مبارکہ :۔

محمد، احمد، حامد، محمود، ماحی، حاشر، عاقب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بعثت نبوت (مکی زندگی)

اکتالیسویں سال کے پہلے دن اعلان نبوت فرمایا، وحی الٰہی کا نزول ہوا

(سن ۱ نبوت) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ایمان واسلام کی سعادت حاصل کی۔

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اسلام قبول کیا۔

☆ ارقم بن ارقم، بلال حبشی، صہیب رومی اور حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اسلام کی سعادت حاصل کی۔ ابوعبیدہ بن الجراح، سعید ابن زید، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایمان لائے اور شرف صحابیت حاصل کیا۔

☆ دار ارقم میں جو کوہ صفا کے دامن میں تھا، دینی تعلیم وتربیت کے لیے پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ یہاں ۳ھ نبوت تک چپکے چپکے لوگوں کو اسلام کی تعلیم دی گئی۔

(سن ۴ نبوت) سے کھلم کھلا دین سکھلایا جانے لگا، آزمائشوں کا دروازہ کھلا، ساحر وکاہن کے نام سے پکارے جانے لگے، حقیقی چچی ام جمیل زوجہ ابولہب نے راہ میں کانٹے

بچھائے، نماز پڑھتے ہوئے گردن مبارک میں چادر ڈال کر بل دیئے گئے، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی ران میں نیزہ مار کر شہید کیا گیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر کوٹھری میں بند کر کے دھواں دیا گیا، بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو گرم گرم پتھروں پر لٹایا گیا، پیروں میں رسی باندھ کر گھسیٹا گیا۔

(سن ۵ نبوت) رجب کے مہینے میں انفرادی ہجرت کا حکم ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

(سن ۶ نبوت) میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اور پھر تین دن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، کعبہ میں نماز پڑھی گئی۔

(سن ۷ نبوت) میں شعب ابی طالب میں نظر بند کیے گئے، قریش نے آپ پر عرصہ ٔحیات تنگ کرنے کا معاہدہ کیا، اوائل سن ۱۰ نبوت تک ہمہ قسم کے مظالم ڈھائے گئے اور ایمان لانے والوں کو بڑی طرح ستایا گیا۔

(سن ۱۰ نبوت) میں شعب ابی طالب کی اسیری سے رہائی کے بعد طائف کا سفر فرمایا، دعوت حق میں جسم اطہر کو لہولہان کرایا اور خون کے پیاسوں کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی۔

(سن ۱۱ نبوت) میں مدینہ منورہ کے پہلے قافلے نے ایمان کی دولت پائی۔

(سن ۱۲ نبوت) میں ۲۷ رجب المرجب بروز دوشنبہ معراج عطا ہوئی پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔

(سن ۱۳ نبوت) میں ۲۷ صفر المظفر شب جمعہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ بہ عزم ہجرت چھوڑا۔

ازواج مطہرات:۔

ا۔ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ۲۵ سال کی عمر شریف میں نکاح فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔ سن ۱۰ نبوت میں ان کا انتقال ہوا۔

۲۔ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے سن ۱۰ نبوت میں نکاح فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخر ایام خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ سن ۲ ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں آئیں اور سن ۵۷ ھ میں ۱۷ رمضان المبارک کو انتقال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں، ان کا حجرۂ مبارکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے۔

۴۔ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں سن ۳ ھ میں آپ نے نکاح فرمایا سن ۴۵ ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

۵۔ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، سن ۴ ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ان کا انتقال ہوا۔

۶۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سن ۶۰ ھ یا سن ۶۳ ھ مین انتقال فرمایا، بقیع آرام گاہ ہے۔

۷۔ام المؤمین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، مدینہ منورہ میں سن ۳ ھ میں انتقال ہوا۔

۸۔ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، ماہ ربیع الاول سن ۵۰ ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۹۔ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، سن ۵ ھ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا، سن ۴۴ ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

۱۰۔ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، سن ۵۱ ھ میں "مقام سرف" میں انتقال ہوا، وہیں

آرام گاہ ہے۔

۱۱۔ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، سن ۵۰ ھ میں انتقال ہوا۔

۱۲۔ام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، (حضرت ابراہیم انہی کے فرزند تھے) محرم سن ۱۶ ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عشرہ مبشرہ:۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی المرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت سعد (۸) حضرت سعید (۹) حضرت عبد الرحمٰن (۱۰) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

نسب نامہ:۔

سلسلہ پدری:۔محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب، بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔

سلسلہ مادری:۔محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن آمنہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔

پھر یہاں سے مشترک:۔ بن مرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے نامور فرزند تھے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے۔

سیرت مقدس الصادق الامین:۔

انتقال والد ماجد :۔قبل نبوت قبل ولادت مبارکہ

سن ۶ ولادت محمدیہ میں: والدہ ماجدہ کا انتقال، آپ کی عمر شریف چھ سال تھی

سن ۹ ولادت محمد یہ میں: عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا تھے۔

سن ۱۳ ولادت محمد یہ میں: پہلا سفر شام بہ غرض تجارت ابو طالب کی معیت میں

سن ۱۵ ولادت محمد یہ میں: حرب فجار میں شرکت اس جنگ کا مقصد کعبہ کی حرمت کا قیام تھا۔

سن ۲۳ ولادت محمد یہ میں: دوسرا سفر بہ غرض تجارت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ۔

سن ۲۴ ولادت محمد یہ میں: خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے نکاح عمر شریف ۲۵ سال ۲ مہینہ ۱۰ یوم، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال

سن ۳۵ ولادت محمد یہ میں: خانہ کعبہ میں ایک معمار کی حیثیت سے حصہ لیا، اور حجر اسود کے مسئلے میں عرب قبائل کے باہمی اختلاف کا تاریخی فیصلہ کیا۔

سن ۳۶ تا ۴۰ ولادت محمد یہ میں: زیادہ وقت غارِ حرا میں گزرا

تعداد غزوات وسرایا.........سن ۳ھ سے سن ۹ھ تک ۸۱ (اکیاسی)

جن غزوات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریک ہوئے ان کی تعداد ۲۷ ہے اور ترتیب حسب ذیل ہے:۔

(۱) غزوہ ودان یا ابواء (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ سفوان (۴) غزوہ ذو العشیر ہ (۵) غزوہ بدر الکبریٰ (۶) غزوہ قنیقاع (۷) غزوۃ السویق (۸) غزوہ قرقرہ الکدر (۹) غزوہ غطفان یا انمار (۱۰) غزوہ احد (۱۱) غزوہ حمرا والاسد (۱۲) غزوہ بنو نضیر (۱۳) غزوہ بدر الاخریٰ (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنو مصطلق (۱۶) غزوہ احزاب یا خندق (۱۷) غزوہ بنو قریظہ (۱۸) غزوہ بنولحیان (۱۹) غزوہ ذی فردہ یا غابہ (۲۰) غزوہ حدیبیہ (۲۱) غزوہ خیبر (۲۲) غزوہ وادی القریٰ (۲۳) غزوہ ذات الرقاع (۲۴) غزوہ مکہ (۲۵) غزوہ حنین (۲۶) غزوہ طائف (۲۷) غزوہ تبوک

اکیاسی غزوات اور سرایا میں شہید اور قتل ہونے والوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار اٹھارہ (۱۰۱۸)

افراد اوسط ساڑھے بارہ 12½ عدد

مجموعی نقصان کا نقشہ درج ذیل ہے:۔

نام فریق	اسیر	زخمی	مقتول	کل تعداد
مسلمان	۱	۱۲۷	۲۵۹	۳۸۷
مخالف	۶۵۶۴	نامعلوم	۷۵۹	۷۳۲۳
میزان	۶۵۶۵	۱۲۷	۱۰۱۸	۷۷۱۰

مدت قیام:

عالم دنیوی میں ولادت مبارکہ سے یوم وفات تک ۶۳ سال، ۴ یوم یا ۲۲۳۳۰ دن ۶ گھنٹہ، قیام فرما کر ۱۲ ربیع الاول سن ۱۱ھ روز دوشنبہ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء بوقت چاشت سفر آخرت اختیار کر کے حجرۂ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں قیام فرمایا۔

قیام مکہ معظمہ: ۵۳ سال، قیام مدینہ منورہ: عالم دنیوی میں دس سال اور گنبد خضریٰ میں آج تک آرام فرما ہیں،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّکَ

مدت تبلیغ رسالت ونبوت:

آٹھ ہزار ایک سو چھپن (۸۱۵۶) یوم

فرزندان والا تبار:۔

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (ان کا لقب طیب وطاہر تھا) (۳) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

بنات طیبات :۔

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، ان کے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ تھے، ان کی صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا......اور......(۳) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (ان دونوں کے سرتاج حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

(۴) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا (ان کے شوہر حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم تھے)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہِ الَّذِیْنَ طَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا

چچا: آپ کے نو چچا تھے: ان کے نام سیرت ابن ہشام میں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (۳) ابوطالب (عبد مناف) (۴) ابولہب (عبدالعزیٰ) (۵) زبیر (۶) مقوم (۷) ضرار (۸) مغیرہ (۹) حارث

لیکن حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کسی نے اسلام قبول نہیں کیا ابوطالب ایمان تو نہیں لائے مگر فدائی اور ناصر ضرور تھے۔ اور ابولہب دشمنی میں ابوجہل سے کسی طرح پیچھے نہیں تھا، اس کا ثبوت سورۂ ابی لہب ہے۔

پھوپھیاں :۔

چھ تھیں، لیکن ایک پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب نے اسلام قبول کیا، ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے جو ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور انہیں حواری رسول ہونے کا شرف حاصل تھا، ان کے علاوہ دوسری پھوپھیوں کے نام یہ ہیں:۔ (۲) ام حکیم البیضاء (یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نانی تھیں) (۳) اروی (۴) عاتکہ (۵) برہ (۶) امیمہ، بعض مؤرخین نے اروی اور عاتکہ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مساجد:۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مساجد کی تعمیر پر بھی پورا زور دیا تھا اور اس امر کی تاکید فرمائی تھی کہ جو معلم ہو وہ اپنے مرکز عبادت کے لیے ایک مسجد فوراً تیار کرے۔ آپ کے عہد مبارک میں بڑی بڑی آبادیوں میں ایک ایک مقام پر کئی کئی مساجد تھیں۔ صرف مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ ۹ مساجد تیار ہو چکی تھیں جن میں علیحدہ علیحدہ پانچوں وقت نماز ہوتی تھی۔

(۱) مسجد بنوہ عمرو (۲) مسجد بنو ساعدہ (۳) مسجد بنو عبید (۴) مسجد بنو زریق (۵) مسجد بنو سلمہ (۶) مسجد بنو غفار (۷) مسجد بنو لاہم (۸) مسجد بنو جہینہ (۹) مسجد بنو بیاضہ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موذنین:۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار موذن تھے۔ دو مدینہ طیبہ میں ایک بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور ایک عمرو بن ام مکتوم قریشی عامری رضی اللہ عنہ نابینا، ایک قبا میں سعد القراط اور ابو محذورہ اوس بن مغیرہ حجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ میں

خطابات ممتاز:۔

رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین، امام الانبیاء، سید ولد آدم، شفیع المذنبین، طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر محمد، احمد، حامد، محمود، ماحی، حاشر، عاقب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بعد ہجرت (مدنی زندگی):۔

سن اہجرت میں: یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غار ثور سے باہر تشریف لائے۔

۸ ربیع الاول دوشنبہ کے دن رونق افروز قبا ہوئے۔

☆ ۲۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن، قبا میں چودہ یوم قیام کے بعد نور افزائے مدینہ منورہ ہوئے، مدینہ منورہ کا نام صدیوں سے یثرب تھا، اس یثرب نے آپ کے قدموں کی برکت سے مدینۃ الرسول ہونے کا شرف حاصل کیا۔

☆ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔

سن ۲ ہجرت میں : اذان کا حکم ہوا، کعبہ مکرمہ قبلہ قرار پایا، رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے، تین سو تیرہ اصحاب رسول رب العالمین نے رسول رب العالمین کی معیت میں غزوۂ بدر میں، شرکت کی، ایک ہزار کا تین تیرہ کیا، امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرعون ابوجہل مارا گیا۔

سن ۳ ہجرت میں: زکوۃ فرض ہوئی، ماہ شوال میں غزوۂ احد پیش آیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید ہوئے، زبان رسالت نے سید الشہداء کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سن ۴ ہجرت میں شراب پینا حرام قرار دیا۔

سن ۵ ہجرت میں: عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا، آیت حجاب نازل ہوئی۔ ماہ شوال میں غزوۂ خندق پیش آیا۔

سن ۶ ہجرت میں: قریش سے تاریخی معاہدہ ہوا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی سن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر روانہ فرمائے، اورانہیں اسلام کی دعوت پیش کی۔

سن ۷ ہجرت میں: غزوۂ خیبر (ماہ محرم وماہ صفر میں) ثمامہ رضی اللہ عنہ والی نجد جبلہ رضی اللہ عنہ ،شاہ تمان رضی اللہ عنہ، فروہ بن عمروخزاعی رضی اللہ عنہ گورنر شام نے اسلام قبول کیا۔

سن ۸ ہجرت میں: فتح مکہ (رمضان المبارک میں) عام معافی کا اعلان، غزوۂ حنین بعد فتح مکہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عثمان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ حاضر ہوکر اسلام کی سعادت حاصل کرلی، عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل مسلمان ہوئے۔

سن ۹ ہجرت میں: ماہ رجب میں غزوۂ تبوک پیش آیا، حج فرض ہوا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیرالحج مقرر فرمایا، عدی ابن حاتم طائی اکیدر رضی اللہ عنہ، والی دومۃ الجندل، ذی الکلاع رضی اللہ عنہ بادشاہ قبائل حمیر نے اسلام قبول کیا۔

سن ۱۰ہجرت میں: ایک لاکھ ۲۴ ہزار شاگردوں (صحابیوں) کو ساتھ لے کر فریضۂ حج ادا فرمایا اور اسلام کے تمام اصول سمجھا کر امت کو وداع کیا۔

خلفائے راشدین، مدت خلافت:۔

(۱) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔۲ سال، ۳ ماہ، ۹ دن جمادی الاخریٰ روز دوشنبہ سن ۱۳ھ مطابق ۲۳ اگست سن ۶۲۴ء میں انتقال فرمایا، حجرۂ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا الموسوم بہ گنبد خضریٰ پہلوئے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔

(۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔۱۰ سال، ۵ ماہ، ۴ دن، ۲۶ ذی الحج سن ۲۳ھ کو فجر کے وقت حالت امامت میں ابولولو فیروز مجوسی نے حملہ کیا۔ یکم محرم سن ۲۴ھ کو انتقال فرمایا۔ گنبد خضریٰ پہلوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آرام گاہ ہے۔

(۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔۱۲ سال، ۱۱ یوم، ۱۸ ذی الحج سن ۳۵ھ کو انتہائی مظلومیت کی حالت میں شہید ہوئے جنت البقیع (مدینہ منورہ) آرام گاہ ہے۔

(۴) سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔۴ سال، ۹ ماہ، ۱۷ رمضان المبارک سن ۴۰ھ میں ابن ملجم کے ہاتھوں فجر کے وقت جامع مسجد کوفہ میں داخل ہوتے وقت شہید ہوئے اور جامع مسجد کوفہ کے قریب، قصر کوفہ میں دفن کیے گئے۔

ہجرت:۔

۱۲ ربیع الاول سن ۱ھ مطابق ۳۱ مئی سن ۶۲۲ء دوشنبہ

ولادت باسعادت:۔

۱۲ یا ۹ ربیع الاول روز دوشنبہ بعد صبح صادق قبل طلوع آفتاب ۱۱ ماہ بیشین ۲۶۷۵ طوفان نوح علیہ السلام یکم جیٹھ ۳۶۷۲ کل جگ ۲۰ ماہ ہفتم ۲۵۸۵ براہیمی علیہ السلام ۲۰ ماہ نیسان ۸۸۲ سکندری، یکم جیٹھ ۲۲۸ بکرمی شمسی ۱۷ جون ۵۶۹ عیسوی

مقام ولادت: مکہ مکرمہ

کاتبان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق التیمی (۲) حضرت زبیر بن العوام الاسدی (۳) حضرت عامر بن فہیرہ (۴) حضرت اُبی بن کعب (۵) حضرت ثابت بن قیس بن سماس (۶) حضرت معاویہ بن ابو سفیان الاموی (۷) حضرت عمر فاروق العدوری (۸) حضرت عثمان غنی الاموی (۹) حضرت علی ابن ابوطالب (۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع الاسدی (۱۱) حضرت عبداللہ بن الارقم (۱۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری (۱۳) حضرت خالد بن ولید المخز ومی (۱۴) حضرت خالد بن سعید بن العاص (۱۵) حضرت عمرو بن العاص (۱۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ تفقر (۱۷) حضرت زید بن ثابت (۱۸) حضرت طلحہ بن عبداللہ (۱۹) حضرت سعید بن العاص (۲۰) حضرت ابان بن العاص (۲۱) حضرت خالد بن العاص (۲۲) حضرت شرجیل بن حسنہ (۲۳) حضرت علاء دین الخضری (۲۴) حضرت حذیفہ بن یمان (۲۵) حضرت حولطب بن عبدالعزی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

....

روئے تاباں:۔

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی (سورۃ الضحیٰ آیت ۲۔۱)

ترجمہ:۔ چاشت کی قسم اور رات کی جب وہ پردہ ڈالے۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحےٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم

قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

چہرۂ پاک مصطفیٰ کتابی، گولائی مثلِ ہالہ، جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار و تجلیات کا مظہر، رنگ گورا مثل چودھویں کا چاند۔

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا

کہتے ہیں اگلے زمانے والے

سر مبارک:۔

آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور نہایت خوبصورت تھا۔ آپ ﷺ کے سر مبارک پر اکثر بادل سایہ کئے رہتے۔ سر کے بال گھنے، سیاہ اور بل دار، وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی پھبن چھوڑ دیتے تو شانوں تک آجاتے اور چڑھا لیتے تو کانوں کی لو تک۔

کیا بنا نام خدا اسری کا دولہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

پیشانی مبارک:۔

پیشانی کشادہ تھی اور اندھیری رات میں روشن چراغ کی طرح چمکتی جس سے در و دیوار جگمگا اٹھتے۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

ابروئے مبارک:۔

آپکی بھنویں باریک، دراز اور کمانی دار، انتہائی خوبصورت تھیں، دونوں ابروؤں کے درمیان ہلکے بال تھے۔

تیرے ابرو کے تصدق پیارے
بند کرے ہیں گرفتاروں کے

چشمان مبارک:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (سورۃ النجم آیت ۱۹)

ترجمہ۔ آنکھ دیکھنے میں بہکی اور نہ چھپکی۔

آنکھیں بڑی سرگیں اور خوش تھیں جلالت کی چمک اور محبت کی جھلک سے بھر پور تھیں۔ ذات باری کو بے حجاب دیکھنے والی۔ انتہائی خوبصورت، سفیدی نہایت سفید، سیاہی نہایت سیاہ،

پلکیں گھنی، لمبی نہایت حسین وجمیل، پپوٹوں پر جیسے مازاغ کا سرمہ لگا ہو۔

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

دست مبارک:۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ یُعْطِیْ

ترجمہ :۔بے شک اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں

کف دست اور بازوئے مبارک پُرگوشت، ریشم اور دیبا سے زیادہ نرم اور مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھے۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

انگشت مبارک:۔

برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینہ مہ میں نشان سوختہ

ناخن مبارک:۔

عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں
غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

پائے مبارک:۔

غیر متزلزل، خوبصورت، نرم چلنے میں باوقار و مثبت تھے۔طویل فاصلے جلد طے فرماتے ۔پتھر پر رکھ دیتے تو وہ نرم مثل موم ہو جاتا، ریت پر رکھتے نقش بن جاتا۔یہی وہ مبارک قدم ہیں کہ:

ایک ہی ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا

یہ قدم بیت اللہ شریف، بیت المعمور، سدرۃ المنتہٰی اور عرش پر پہنچے۔یہ مبارک قدم قیام شب میں متورم ہو جاتے۔ان ہی قدموں پر روح القدس اپنی کافوری پیشانی مل کر آپ کو نیند سے بیدار کیا کرتے۔سبحان اللہ

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہے کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

پسینہ پاک۔

آب زر بنتا ہے عارض پہ پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

زبان مبارک:۔

آپ کی زبان فیض ترجمان فصاحت و بلاغت کی آئینہ دار اور حق و صداقت کی علمبردار تھی، آپ کے مکاتیب و مناشیر کو شہرۂ آفاق مقبولیت حاصل ہے۔از آدم تا ایں دم کسی انسان کے کلام کو ایسی ہمہ گیریت نصیب نہیں ہوئی۔آپ کا کلام مختصر مگر جامع، شیریں ایسا کہ دلوں میں اترتا جاتا تھا۔

آواز مبارک:۔

آپ کی آواز اتنی پیاری اور دل پسند تھی کہ منہ سے پھول جھڑتے۔سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔سننے والے کی خواہش ہوتی کہ سرکار ضوفشانی فرماتے رہیں۔ایک ایک لفظ جدا جدا،

بہت ہی واضح، آواز نہ بہت بلند کہ ناگوار ہو نہ بہت پست کہ سننا دشوار۔ لطف یہ ہے کہ دور و نزدیک کے لئے یکساں فیض رساں۔

حجتہ الوداع میں ایک لاکھ صحابہ نے آپ کا ایمان افروز خطبہ یکساں سنا۔ ایک دن ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو بیٹھ کر سننے کا حکم دیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ جو شہر مدینہ بنی غنم میں تھے۔ وہیں سن کر بیٹھ گئے۔

گوش مبارک:۔

سُجُوْدَ الْقَمَرِ اَسْمَعُ

ترجمہ۔ میں چاند کے سجدے کی آواز سن لیتا ہوں۔

آپ کے ہر دو گوش مبارک کامل اور قوت سماعت میں بے مثال تھے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ جو سنتا ہوں، تم نہیں سن سکتے۔ آپ آسمان کی آواز اور چاند کے سجدے کی آواز سماعت فرما لیتے۔

بینی مبارک:۔

آپ کی ناک اونچی تھی۔ شان لولاک، عظمت کی علمبردار، سامنے کی طرف قدرے جھکی ہوئی تھی۔ درمیان میں کچھ ابھار تھا۔

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

دہن مبارک۔

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورۂ النجم آیت ۳ اور ۴)

ترجمہ: اور وہ اپنی طرف سے کچھ بولتے ہی نہیں۔ مگر وہ جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہے۔

منہ مبارک فراخ اور خوبصورت، معطر، رخسار مبارک ہموار و برابر، دندان مبارک موتیوں کا خزانہ روشن و تاباں۔ گفتگو کے دوران نور کی شعاعیں نکلتیں کہ دیواریں روشن ہو جاتیں۔ آپ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

گردن مبارک:۔

آپ کی گردن مبارک گویا چاند کی اصراحی تھی۔

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

سینہ وشکم مبارک:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ (سورۃ الانشراح آیت ۱)

ترجمہ۔ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

آپ کا سینہ کشادہ اور آپ سواء البطن والصدور تھے یعنی آپ کا سینہ جوشکم برابر وہموار تھے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پشت مبارک:۔

روئے آئینہ علم پشت حضور
پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام

ختم شد

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیو بندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)